رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۸۹۹

۸/ جاری شدہ ۱۹۳۷ء

بارور اپ لفٹ جرنل

پیغام حیات

ایڈیٹر شیخ محمد اسماعیل

منظور کردہ سررشتہ تعلیم پنجاب بموجب سرکلر نمبر ۲۰۷۶۰ (ت) مورخہ ۷ / اکتوبر ۱۹۳۷ء
منظور کردہ سررشتہ تعلیم حیدرآباد دکن بموجب سرکلر نمبر ۱۳۵ واقع ۲۱ / تیر ۱۳۴۶ ف
منظور کردہ سررشتہ تعلیم ممالک متوسط و برار۔ بموجب آرڈر نمبر ۲۸۶۹ مورخہ ۲۸ / اپریل ۱۹۳۸ء
منظور کردہ سررشتہ تعلیم صوبہ بہار۔ بموجب آرڈر ۶۲۸۲ / ۲۸-۶ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۳۸ء

جلد ۴	پانی پت (ضلع کرنال) بابت ۸ و ۱۶ / اکتوبر ۱۹۳۸ء		نمبر ۱۴ و ۱۵

نہایت پُر لطف اَدَبی سلسلہ :-

بہترین اُردو اشعار کا بہترین انتخاب

لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی کے منتخب اشعار

(۲۵)

کیا خوشی ہو جو کوئی آ کے کہے
کہ انہوں نے تمہیں بلایا ہے

کہاں کے مسلم کہاں کے ہندو بھلائی ہیں سب اگلی ریتیں
عقیدے سب کے ہیں تین تیرہ نہ گیارہ ہیں نہ تین نہ چھ ہے

زوالِ جاہ و دولت میں بس اتنی بات اچھی ہے
کہ دنیا کو بخوبی آدمی پہچان جاتا ہے

نئی تہذیب میں دقت زیادہ تو نہیں ہوتی
مذاہب رہتے ہیں قائم فقط ایمان جاتا ہے

تصیٔرات کو اودوں کے یاروں کی یہ اپیچیں
دہائی لاٹ صاحب کی مرا ایمان جاتا ہے

یہ جگنو بھی نئی ہی روشنی سے جلتے جلتے ہیں
اندھیری رات جنگل میں گویہ جابجا چمکے

حسرت بہت ترقیٔ دختر کی تھی انہیں
پردہ جو اٹھ گیا تو وہ آخر نکل گئی

کامیابی خارج از ملت سے ناکامی بھلی
لطفِ دشمن ہی سے شہرت ہو تو گمنامی بھلی

یہ دنیا رنج و راحت کا غلط اندازہ کرتی ہے
خدا ہی خوب واقف ہے کہ کس پر کیا گزرتی ہے

سخن وہ دلنشیں ہے جوش خاطر سے جو پیدا ہو
کہ دل میں بیٹھ جاتا ہے وہی جو دل سے اٹھتا ہے

اٹھاتے یوں تو سب ہیں بارِ دنیا طوعاً و کرہاً
خوشی کے ساتھ لیکن یہ فقط غافل سے اٹھتا ہے

چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ
کھا ڈبل روٹی کلرکی کر خوشی سے پھول جا

حکمِ انگلش کا ملک ہندو کا
اب خدا ہی ہے بھائی صلّو کا

اسلام کو جو کہتے ہیں پھیلا بزورِ تیغ
یہ بھی کہیں گے پھیلی خدائی بزورِ موت

پہلے ہم لوگ یہ کہتے تھے
ہرچہ از باپ میرسد نیکوست

ہو گئی اب خیال کی اصلاح
ہرچہ از آپ میرسد نیکوست

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں
کرزن چہ گفت و مل چہ شنید و مرچہ کرد

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز جبرئیل
احمد چہ گفت و او چہ شنید و خدا چہ کرد

خدا کا گھر نہ رکھا دل کو بنگلوں میں مکیں ہو کر
بھلا یا عرش کو اس قوم نے کرسی نشیں ہو کر

بے پاس کے تو ساس کی بھی اب نہیں ہے آس
موقوف شادیاں بھی ہیں اب امتحان پر

مشرق سے کچھ اگر ہوئی ہے نفرت
للہ اکبر نمازِ مغرب تو نہ چھوڑ

فقط بسکٹ ہی کھاتا ہوں پلا چائے
نئی ملت کا ہوں میں زاہدِ خشک

(باقی آئندہ)

جلد — اخبار "پیغام حیات" پانی پت — نمبر ۱۴ و ۱۵
۸ و ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۳۸ء

پنجاب کے اہل دیہات کیلئے سنہری قوانین

یعنی

مظلوم کسانوں اور غریب زمینداروں کے لئے عید کا دن

پاس شدہ تمام قوانین کی مکمل تشریح

قانون رجسٹری ساہوکاران پنجاب

(بسلسلہ گذشتہ)

(چہارم) اس کی نالش اس فیصلہ کے ساتھ خارج ہو چکی ہے کہ وہ فریب کارانہ ہے ؛

(پنجم) عدالت نے ایک سے زیادہ نالشات میں یہ قرار دیا ہو کہ اس نے ان شرحات سود سے زیادہ شرحات سود وصول کی ہیں، جو قانون امداد مقروضین پنجاب کی دفعہ ۵ کے ماتحت تجویز کی گئی ہیں ؛

(ششم) عدالت نے اسے اس امر کا مجرم قرار دیا ہو کہ اس نے کسی مالی سودے کے بارے میں جعل سازی اور فریب دہی سے کام لیا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ کلکٹر کوئی لائسنس منسوخ نہ کرے گا، تاوقتیکہ اپیل نظر ثانی یا نگرانی (جیسی کہ صورت ہو) کے لئے متعینہ مدت گزر نہ گئی ہو، یا اپیل نظر ثانی یا نگرانی دائر ہونے کی صورت میں اپیل نظر ثانی یا نگرانی کے متعلق قطعی طور پر فیصلہ نہ ہو چکا ہو ؛

کن حالات میں کلکٹر کارروائی کرسکتا ہے

۷۔ (۱) کسی ساہوکار کا لائسنس منسوخ کرنے کے لئے کلکٹر بطور خود یا کسی متعلقہ شخص کی درخواست پر کارروائی کر سکتا ہے

مگر شرط یہ ہے کہ ساہوکار کو ایسی فارم میں نوٹس دیئے بغیر جو متعین کی جائے، کوئی لائسنس منسوخ نہیں کیا جائے گا ؛

(۲) کلکٹر اس امر کا مجاز ہے کہ وہ میعاد اپیل کے دوران میں خواہ بطور خود یا کسی متعلقہ فریق کی درخواست پر اپنے حکم پر نظر ثانی کرے، مگر شرط یہ ہے کہ کمشنر کے پاس کوئی اپیل زیر غور نہ ہو ؛

لائسنس کی تنسیخ کا اثر

۸۔ جس ساہوکار کا لائسنس دفعہ ۶ کے ماتحت منسوخ کیا گیا ہو، اس کا نام کلکٹر کے دفتر میں ساہوکاروں کی رجسٹری کے لئے رکھے ہوئے رجسٹروں میں سے خارج کر دیا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ کسی اپیل یا درخواست جائے نگرانی کے زیر سماعت ہونے کے دوران میں یا دفعہ ۱۱ کے ماتحت کسی درخواست کے زیر سماعت ہونے کی صورت میں کوئی لائسنس منسوخ شدہ متصور نہ ہوگا۔ اور نہ کسی ساہوکار کے نام کے بارے میں یہ متصور ہوگا کہ اسے رجسٹر سے خارج کر دیا گیا ہے ؛

استثناء

۹۔ ایکٹ ہذا میں مندرج کوئی حکم ایسی نالشات یا درخواست ہا برائے اجراء پر اطلاق پذیر ہوگا جو

(الف) ایکٹ ہذا کے نفاذ پذیر ہونے کے وقت زیر سماعت ہوں۔ یا

(ب) ساہوکار کے لائسنس کی منسوخی کی تاریخ پر زیر سماعت ہوں۔ اگر اس کے موجودہ لائسنس کے دیئے جانے یا اس کی تجدید ہونے سے قبل کسی عدالت نے کوئی ایسا فیصلہ نہ کیا ہو، جس کے باعث ایکٹ ہذا کی دفعہ ۶ میں مندرج احکام کی رو سے اس کا لائسنس منسوخ کیا جا سکتا ہو ؛

جس میعاد کے لئے لائسنس منسوخ کیا گیا تھا اس کے اختتام پر ساہوکار کی دوبارہ رجسٹری اور لائسنس یابستگی

۱۰۔ کوئی ساہوکار اس میعاد کے اختتام پر جس کے لئے اس کا لائسنس منسوخ کیا گیا تھا اپنا نام رجسٹری کرانے اور لائسنس عطا کئے جانے کے لئے کلکٹر کو درخواست کرنے کا مجاز ہوگا۔ جو ساہوکار کی طرف سے ایسی تفاصیل بہم پہنچانے پر جو متعین کی جائیں، اس کا نام ۵ روپے فیس کی ادائیگی پر رجسٹر میں درج کرے گا، اور اسے اس مدت کے لئے ایسی فارم میں ایسی شرائط کی پابندی کے ساتھ اور ایسی فیس کی ادائیگی پر لائسنس عطا کریگا جو متعین کی جائیں ؛

(باقی آئندہ)

ریاست حیدرآباد دکن کے جن مدارس میں اخبار ہذا بطور نمونہ بھیجا جا رہا ہے، وہ ازراہ نوازش اپنی قریب ترین فرصت میں اخبار کا سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ وی۔ پی کرنے میں ہمارا اور آپ کا دونوں کا نقصان ہوگا ؛

(خاکسار منیجر اخبار ہذا)

لندن سے دوسرا خط

(لاف برا کالج اور گلول پارک کے دلچسپ حالات)

[از شیخ معین الدین صاحب بی۔ اے۔ مقیم لندن]

شیخ معین الدین صاحب کا ایک نہایت دلچسپ خط ہم یکم اگست کے "پیغام حیات" میں شائع کر چکے ہیں۔ آج اُن کا دوسرا پُر از معلومات خط درج کرتے ہیں جس میں انہوں نے لاف برا کالج اور گلول پارک کے حالات درج کیے ہیں۔ یہ خط عزیزم میاں یامین حسن صاحب کے نام آیا تھا، اور انہوں نے مہربانی فرما کر مجھے اشاعت کے لیے دیا ہے۔

(ایڈیٹر)

"...... آج میں آپ کو لاف برا کالج اور گلول پارک کے متعلق تمام حالات لکھ کر روانہ کروں گا۔ ۱۵ جولائی کے بعد کے حالات میں الگ تحریر کر رہا ہوں، ان کو ایک یا دو روز میں میاں مصباح الدین کے خط کے ہمراہ روانہ کروں گا۔

پانچ چھ سال ہوئے انگلستان کے لوگوں کو اس بات کا احساس ہونا شروع ہوا کہ ہم یورپین ممالک اور خاص کر امریکہ کے مقابلہ میں جسمانی صحت اور بدنی قوت میں بہت پیچھے ہیں اس لئے قابل انگریز، جرمنی، سویڈن، ڈنمارک اور امریکہ روانہ کئے گئے۔ انہوں نے وہاں جا کر جسمانی تعلیم کے متعلق خوب واقفیت حاصل کی، اور انگلستان میں آ کر جسمانی تعلیم کا خوب چرچا کیا، اور لوگوں کو شوق دلایا کہ صرف کرکٹ اور فٹ بال کھیلنے سے جسمانی تربیت پوری نہیں ہوتی، اس لئے ملک میں جابجا اکھاڑے، کھیلوں کے سکول اور کالج کھلنے شروع ہو گئے، اور پارلیمنٹ میں جسمانی تعلیم اور صحت کے متعلق ایک ایکٹ پاس کیا گیا، اور گورنمنٹ نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کو خوب ترقی دی۔ اس سلسلہ میں ایک جسمانی تعلیم کا ...... کالج "لاف برا" میں جو لندن سے ۱۲۵ سوا سو میل کے فاصلہ پر ہے سنہ ۱۹۳۷ء میں کھولا گیا، اور نہایت شاندار عمارتیں، جمنیزیم، نہانے کے لئے تالاب، بڑے بڑے کھیلوں کے میدان اور خاص طور سے ایتھلیٹک کے لئے 440 گز کا ایک سنڈر (Cinder) ٹریک بنایا گیا۔ یہ ٹریک تمام انگلستان میں بہترین مانا جاتا ہے۔ یہ کالج نہایت زور شور سے کام کر رہا ہے۔ یہاں پر انگریزوں کے علاوہ ہندوستانی، مصری اور یورپ کے اکثر ملکوں سے طلباء آتے ہیں۔ اس کالج کا کورس تین سال کا ہے لیکن تجربہ کار طلباء کو کم عرصہ میں بھی کورس پورا کرا دیا جاتا ہے۔

اس کالج کے افسروں نے بڑی عقلمندی سے کام لیتے ہوئے جولائی اور اگست میں چھوٹے چھوٹے کئی کورس جاری کئے۔ ان میں وہ لوگ جو پورا سال جسمانی تعلیم پر صرف نہیں کر سکتے، دو، تین یا چار ہفتہ کے لئے یہاں آ کر ایتھلیٹکس اور جسمانی ورزش کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان کورسوں میں بہت سے کھیل بھی شامل ہوتے ہیں، لیکن مختلف حصوں میں تقسیم ہیں، اس لئے ایک حصہ سے زیادہ نہیں لے سکتے۔ میں نے ایتھلیٹکس کو پسند کیا۔ اس کورس میں سوائے ہرڈل (Hurdles) کے کوئی دوڑ شامل نہ تھی۔

اس نے دو ہفتہ تک ان چیزوں کی مشق کرتے رہے۔ اس کورس میں انگلستان، سکاٹ لینڈ، فن لینڈ، ناروے اور آسٹریا کے مشہور کوچ (Coaches) اور چیمپین (Champions) مختلف چیزیں سکھا رہے تھے۔ فن لینڈ کا کوچ آج کل امریکہ کی مشہور ہارورڈ یونیورسٹی میں چیف کوچ ہے۔ پہلے ہفتہ ہم لوگوں کو کودنے، پھینکنے وغیرہ کی شروعات سے مشق کرائی گئی، اور ساتھ ہی ساتھ بہت سے نوٹ بھی لکھائے گئے۔ دوسرے ہفتہ میں ہم سے کہا گیا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو سکھاؤ، تاکہ ہمیں اس بات کی مشق ہو جائے کہ ہم اپنے طلباء اور شاگردوں کو ٹھیک طریقہ پر مشق کرا سکیں۔ اس دوسرے ہفتہ میں ہمیں بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

اب سنئے گلول پارک کی کیفیت:-

گلول پارک تقریباً چالیس ایکڑ کا نہایت خوبصورت قطعہ ہے۔ اس کو ایک امیر شخص نے خریدا تھا اور سنہ ۱۹۱۹ء میں تمام دنیا کے سکاؤٹس کے لئے وقف کر کے سکاؤٹ ایسوسی ایشن کو دیدیا۔ اس وقت سے ہزاروں سکاؤٹ ماسٹر وغیرہ یہاں آ کر ٹریننگ حاصل کرتے ہیں۔ اس کام کے لئے ایک علیحدہ قطعہ مقرر کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا میدان اس غرض کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔ کہ لندن اور آس پاس کے اور مقامات سے سکول کے بچے یا غریب لوگ جن کو لندن میں کھلی ہوا کم نصیب ہوتی ہے، ہفتہ اور اتوار کو یہاں آ کر خیمے وغیرہ میں رہیں۔ جس ہفتہ میں گلول پارک میں ٹھیرا ہوا تھا، اس ہفتہ تقریباً ۸ سو بچے مختلف عمروں کے یہاں آئے، اور ایک رات اور دو دن کھلی ہوا میں بسر کر کے چلے گئے۔ بعض اپنی اپنی سائکلوں پر آئے۔ بعض موٹروں میں کھچا کھچ بھرے ہوئے (ایک موٹر میں تقریباً چودہ پندرہ لڑکے میں نے جاتے ہوئے دیکھے) بعض اپنی پیٹھ پر سامان لاد کر پیدل ہی آتے ہیں۔ یہاں ٹھیر کر کھانا وغیرہ خود تیار کرتے ہیں۔ کھیلتے ہیں، کودتے ہیں، پھر خوشی خوشی جیسے آتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔

جس رات یہ لڑکے وہاں جمع ہو رہے تھے، میں سوچ رہا تھا کہ ہندوستان میں ہمارے بچوں کو اس قسم کا شوق نہیں دلایا جاتا حالانکہ کیسے کیسے مقامات ... پائے جاتے ہیں۔ انگلستان میں

کھوئے ہوئے ستارے

(ایک فرانسیسی شاعر کا)

میں اپنی نظم کا پانچواں شعر سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور ملازم نے حاضر ہو کر کہا: "دو فرشتے آپ سے ملنے کو باہر کھڑے ہیں" میں نے پوچھا: "کیا اُن کے تعارفی کارڈ لائے ہو؟"

"جی ہاں ...... یہ لیجئے"

میں نے اُس کے ہاتھ سے کارڈ لے لئے۔ ایک پر لکھا تھا "بلال"۔ دوسرے پر "جفائیل"۔

میں نے کہا۔ "بُلاؤ"۔

ایسے عالی مرتبت مہمانوں کا خیر مقدم کرنا مسرت سے خالی نہ تھا۔ دونوں فرشتوں کے بازو دو نہیں سات سات پر تھے۔ جن کے اوپر دھنک کے ساتوں ہلکے ہلکے رنگ، صبح کے نُور کی طرح جھلملا رہے تھے، اور برف کے سے شفاف جسموں پر شفق کا ہلکا گلابی رنگ خوبصورتی کو اور بھی دوبالا کر رہا تھا۔ میں نے اُن سے بیٹھنے کی درخواست کی اور پوچھا "ایسا کیا ضروری کام آن پڑا جو غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایا ---؟"

بلال نے کہا۔ "مختصر عرض کرتے ہیں۔ آج سے سولہ برس پہلے کا ذکر ہے۔ ایک سہانی رات کو میں اور جفائیل آسمان پر بلیرڈ کھیل رہے تھے۔ ہم گیندوں کی جگہ ستاروں کو استعمال میں لا رہے تھے۔ اور ستارے بھی وہ جنہیں ہم نے سب سے درخشاں سمجھ کر اس کھیل کے لئے منتخب کیا تھا۔"

میں بولا "اچھا؟ اور چھڑیوں کی جگہ؟"

"چھڑیوں کی جگہ ہم دُم دار ستاروں کی دُمیں استعمال کر رہے تھے۔ خیال کیجئے کہ کھیل کتنا دلچسپ ہو گا۔ لیکن عین اس وقت جبکہ میں جیتا ہی چاہتا تھا، میری ایک زور کی ضرب سے دو گیندیں کنارے سے نیچے جا پڑیں"

"کنارے سے نیچے؟"

"ہاں کنارۂ اُفق سے نیچے۔ یہ ہماری انتہائی بدنصیبی تھی۔ چونکہ آسمان میں دو ستاروں کی کمی کا معاملہ نہایت اہم تھا۔ اسلئے آسمانوں کے دیوتا نے ہمیں حکم دیا کہ "اگر تم بہشت کی مسرتوں میں شریک رہنا چاہتے ہو تو جاؤ اُن کھوئے ہوئے ستاروں کو تلاش کر کے لاؤ ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلاوطن کر دیئے جاؤ گے"۔

بس وہ دن اور آج کا دن۔ سولہ برس سے لگاتار ہم اُن دونوں ستاروں کو زمین پر تلاش کر رہے ہیں۔ مگر افسوس، ہماری جستجوئیں بے سود ثابت ہوئیں۔ مسلسل تلاش سے مایوس ہونے کے بعد اب اپنی سیہ بختی پر شاکر ہو کر ہم دائمی جلاوطنی کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ کہ ہم نے ایک لڑکی کی لاثانی آنکھوں کا چرچا سُنا۔ جو آپ کی محبوبہ ہے۔ ہر جگہ یہی مشہور ہے کہ اُس کے چہرے پر فانی آنکھوں کی بجائے وُہی آسمانی ستارے چمک رہے ہیں، جن کی ہمیں جستجو ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہماری حرماں نصیبی پر رحم کھا کر وہ ہمیں دونوں ستارے واپس دیدیں گی۔"

میں بھونچکا ہو کر رہ گیا۔ اپنی محبوبہ کی آنکھیں چھینے کے خیال نے مجھے تڑپا دیا۔ میرا سر چکرانے لگا۔ پاؤں تلے سے زمین نکلی جاتی تھی۔ چند لمحوں کے بعد ہواس درست ہوئے۔ میں نے اپنی محبوبہ ہیمنگ کو بُلایا۔ اور مختصر الفاظ میں کل کیفیت کہہ سنائی۔

میں سخت حیران تھا کہ یہ سُن کر اُس کے چہرے پر تعجب اور خوف کا نشان تک ظاہر نہ ہوا۔ وہ چند لمحے غور کرنے کے بعد فرشتوں کی طرف متوجہ ہوئی۔ اور پلکوں کو اتنا اُونچا کر لیا، جتنا اُس کے بس میں تھا۔ پھر کہنے لگی، "مقدس فرشتو! لو دیکھو کیا تم اپنے ستاروں کو پہچانتے ہو؟"

وہ نزدیک آئے اور نہایت غور و توجہ سے اُن پُرنور آنکھوں کا معائنہ کیا۔ پھر چند ساعت کے لئے انھوں نے آپس میں تبادلۂ خیال کیا جس طرح منصف اپنے فیصلوں پر غور کرتے ہیں۔ پھر بلال کہنے لگا، "نہیں یہ وہ ستارے نہیں جو سولہ برس پہلے غائب ہوئے تھے۔ اگرچہ اُس رات ہمارے ستارے پوری آب و تاب سے درخشاں تھے لیکن نہ تو وہ اتنے چمکدار تھے۔ نہ ایسے نورافشاں، اور نہ ہی اس قدر خوبصورت اور دلفریب۔"

اس کے بعد وہ بے حد غمگین ہو کر الوداع کہتے ہوئے رخصت ہو گئے۔ مجھے اُن کی حالت پر بہت ترس آیا اگرچہ میں خوش تھا کہ وہ میری محبوبہ کی حسین ترین آنکھوں کو چھین کر نہیں لے گئے۔

فرشتوں کے جاتے ہی ہیمنگ نے ایک زور کا قہقہہ لگایا، اور کہنے لگی، "کیوں کیسا چکمہ دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ فرشتوں کو ٹھیک خبر ملی تھی۔ میری اماں مجھے سینکڑوں مرتبہ بتا چکی ہیں کہ کس طرح میری پیدائش کے بعد ہی دو ستارے کھڑکی کی راہ سے سیدھے میری آنکھوں میں آ گرے تھے۔ لیکن جوں ہی فرشتے میری آنکھوں کا معائنہ کر رہے تھے، میں نے دل میں اُس لمحہ کا تصور جما لیا جبکہ پہلی مرتبہ تم نے مجھ سے اظہارِ اُلفت کیا تھا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ اُس حقیقی مسرت کی یاد، میری آنکھوں کو آسمان کے حسین سے حسین ستاروں سے کہیں بڑھ کر درخشاں بنا دے گی میرا خیال صحیح ثابت ہوا۔ اور فرشتے دھوکا کھا گئے۔"

(فیروز الدین احمد) (مترجم)

دِق کی بیمار

(ایک سبق آموز فسانہ)

(از جناب علامہ برجموہن صاحب دتاتریہ کیفی دہلوی)

تیرہ چودہ برس کی عمر بھی کچھ عمر ہوتی ہے۔ اور پھر ہماری ہندوستانی بچیوں کی۔ لیکن صابرہ جس صبر و تحمل سے اپنے دن کاٹ رہی تھی وہ کچھ خدا کی طرف سے ہی تھا۔ آخر بیچاری کرتی بھی تو کیا، گھر میں ماں باپ اور کئی چھوٹے بھائی بہن تو تھے مگر کسی سے اس کی قسمت میں چین اور اطمینان نہ لکھا تھا۔ ماں سوتیلی ہو اسے دیکھ کر کوئی حقیقی باپ ظلم و جور کی بدترین مثال۔ شیخ سعدی کا یہ شعر جزوی تبدیلی کے ساتھ مضمون کے بزرگوں کی نسبت کے ساتھ اس پر صادق آتا ہے۔ کہ

زوج اور روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پرویں

"جورو کا غلام" ایک عامیانہ سا فقرہ ہے۔ مگر گویا خصوصی طور پر میاں برکت علی کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ بچے بڑوں کی نقل کیا کرتے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اُن کی بڑی بہن کے لئے ہر طرف سے دُور دُور دھتکار اور مار پیٹ کے سوا کچھ نہیں تو وہ بھی اُس کے ساتھ تُو تکار کرنے لگے۔ نوکرانیاں گھر میں کئی تھیں، مگر کوئی نہ تھی جو کئی دفعہ مانگنے پر بھی پانی کا کٹورا اُسے لا دے۔ بچوں کا نہلانا دھلانا، اُن کے کپڑوں کی مرمت، ماں کے غسل کا سامان اور باپ کی چائے تیار کرنا جو نوکرانی بیمار یا غیر حاضر ہو اُس کا کام کرنا، صابرہ کے روزانہ فرض میں تھا۔ ایک دن کیا ہوا۔ نعمت جو آٹھ برس کی عمر میں بلا کا خود غرض تھا اَڑ بیٹھا کہ صابرہ کے ہاتھ سے کھانا کھاؤں گا۔ کھانا کھلانے لگی۔ سالن ذرا گرم تھا۔ سخت بوٹیاں صابرہ نے رکابی میں الگ رکھ دیں۔ اور شوربے اور ترکاری سے اُسے کھانا کھلانے لگی۔ وہ بار بار بوٹیوں پر ہاتھ دوڑاتا، اور یہ اُنہیں کھانے سے روکتی اور دور سرکاتی جاتی۔ مگر وہ دو تین بوٹیاں چپکے سے منہ میں ڈال کر ثابت ہی نگل گیا۔ یہ اگرچہ سب کے سامنے ہوا مگر رات کو جب لڑکے کے پیٹ میں سخت درد شروع ہوا، اور وہ کرب کے مارے لوٹنے لگا، تو سوتیلی ماں نے لڑکے کے باپ سے یہی کہا کہ "جانے صابرہ نے اسے کیا کھلا دیا۔ تم جانتے ہو، میرے بچوں سے وہ کتنا جلتی ہے۔" یہ سننا تھا کہ باپ کے مزاج کا پارہ ایک سو دس درجہ پر چڑھ گیا۔ جوتیاں اور لکڑیاں ہاتھ میں آئیں وہ بیچاری صابرہ کے بدن پر ٹوٹ گئیں۔ اور مارتے مارتے اُسے چھت پر بٹھا دیا۔ اور زینے کی کُنڈی لگا دی۔ لڑکا تو حکیم جی کی دوا دارو سے صبح تک اچھا ہو گیا۔ لیکن بہت دن چڑھے جب مہترانی چھت پر گئی تو اُس نے غل مچایا کہ "بی بی! صابرہ چھت پر بیہوش پڑی ہے۔" پڑوسنوں کی گردنیں دیوار کے اُدھر سے اِدھر کو جھکیں۔ ماں نے بدنامی کے ڈر سے لڑکی کو نیچے اُتار کر ایک کوٹھڑی میں لٹا دیا۔ جب خاوند آیا تو اُس سے یہی کہا گیا کہ مکر کرتی ہے۔

دو تین دن جب اس طرح گذر گئے اور میاں برکت علی کی چائے جو صابرہ بنایا کرتی تھی بے وقت اور بد مزہ ہونے لگی، تو وہ بیٹی کو دیکھنے گئے۔ بدن پر ہاتھ رکھا تو تپتا تھا کہ چپاتیاں سینک لو۔ محلہ میں عطار عطاری کی دکان کرتا تھا۔ اُسے معائنہ کے لئے بلایا گیا۔ وہ سچا اور ایماندار آدمی تھا۔ اُس نے دیکھ بھال کر کہہ دیا کہ "یہ روگ میرے بس کا نہیں، کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر کو بلاؤ۔" لیکن ماں نے کواڑ کے پیچھے سے بڑبڑا کر کچھ شیرہ و شربت اُس سے لے ہی لیا۔ اور خاوند جب اندر آیا، تو اُس سے کہہ دیا کہ دوا دے دی ہے۔ مگر اس ٹیٹ پیٹ سے کیا ہوتا۔ بخار اپنے آپ کم ہوا۔ اور ٹھہر گیا۔ چھٹے ساتویں حکیم، ڈاکٹر اور عطار آتے اور اپنی سمجھ کی دوا دے کر چلے جاتے۔ ایک صاحب یہ بھی کہہ گئے کہ "اُسے دق ہے۔ اور یہ متعدی بیماری ہے۔" اب کیا تھا۔ اوپر چھت پر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ وہ بیمارستان تجویز ہوا۔ پانی کا ایک گھڑا بیمار کے پاس رکھ دیا گیا۔ اور دن میں جب کسی کو یاد آتا کچھ کھانے کو اُسے پہنچا دیا جاتا۔ اس طرح غریب صابرہ کے دن کٹ رہے تھے۔

شاکر حسین ایک شریف زادہ اور صالح نوجوان تھا۔ اس کا باپ انبالہ میں بڑا زمیندار چودھری تھا۔ اچھا خوش حال تھا۔ لیکن وہاں بھی دوسری بیوی تھی یعنی جب انٹرمیڈیٹ پاس کیا تو سوتیلی ماں کے اشارے سے باپ کا حکم ہوا کہ کلب کے اسسٹنٹ کلرک کی جگہ خالی ہے۔ وہاں نوکری کرے۔ بیٹا چاہتا تھا کہ کم از کم بی۔ اے تو ہو جائے مگر باپ اپنی ضد پر رہا۔ اور بیٹے کا وظیفہ بند کر دیا۔ شاکر کے پاس وظیفہ سے بچا ہوا کچھ پس انداز تھا۔ کچھ ٹیوشن سے کمایا غرض کہ جوں توں اُس نے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور ڈپٹی کلکٹری کے مقابلہ کا امتحان دے دیا۔ وہ دو ایک برس سے برکت علی کے بچوں کو پڑھاتا تھا۔ اور دو گھنٹہ کے لئے دس روپے ماہوار پاتا تھا۔ اسے بہت کچھ معلوم تھا کہ اس گھر میں کیا ہوتا ہے۔ برکت علی کی بیوی کبھی کبھی اُس سے خط بھی لکھوایا کرتی تھی۔ ایک دن اُس نے صابرہ کے ماموں کے خط کا جواب شاکر سے یوں لکھوایا کہ "وہ تو اب بالکل اچھی ہے۔ یونہی کچھ دن موسمی بخار آ گیا تھا۔ آپ کچھ فکر نہ کریں۔" مکتوب الیہ کا پتہ نقل کرنے یاد رکھا۔ اور اپنی قیام گاہ پہنچ کر ایک مفصل خط صابرہ کے ماموں کو تحریر کیا۔ اور سب حالات پوست کندہ ظاہر کر دیئے۔ جواب میں یہ لکھا آیا کہ فلاں روز اور فلاں وقت شاکر اُن سے اسٹیشن پر ملے۔

کچھ دن کے بعد اسٹیشن پر دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اور جو کچھ خط میں لکھا تھا اُس سے زیادہ حالات صابرہ کے ماموں کو زبانی معلوم ہوئے۔ محض اتفاق سے وہ شاکر کے والد کے ہم جماعت نکلے۔ (باقی صفحہ ۱۰ کالم ۲)

بچوں کا صفحہ:-

سچ کی برکت

[ایڈیٹر کے قلم سے]

۱- ایک چھوٹے سے بچے کو جو چھ برس کا تھا، اُس کے باپ نے ایک نئی چھوٹی سی چمکدار کلہاڑی کھیلنے کیلئے دی۔ چھوٹا بچہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اپنے باپ سے پوچھنے لگا کہ ابّا! یہ چمکدار لوہا کس کام آتا ہے؟ اور اس کا نام کیا ہے؟ باپ نے کہا، بیٹا! اسے کلہاڑی کہتے ہیں، اور اس سے بڑے آدمی لکڑی کے ٹکڑے اور درختوں کے تنے کاٹا کرتے ہیں وہ کلہاڑیاں بڑی بڑی ہوتی ہیں، یہ چھوٹی سی کلہاڑی تو میں تمہارے کھیلنے کے لئے بازار سے لایا ہوں۔

۲- لڑکا کلہاڑی سے کھیلنے لگا۔ وہ اسے بہت خوبصورت معلوم ہوتی تھی اتنے میں مدرسہ جانے کا وقت ہوگیا۔ لڑکے نے گھر کے ایک کونے میں کلہاڑی کو چھپا دیا، اور پڑھنے کے لیے چلا گیا، مگر سکول میں بھی اُس کا دھیان کلہاڑی ہی میں پڑا رہا۔ مدرسہ سے چھٹی ملتے ہی گھر آیا، اور فوراً کلہاڑی کو جا کر دیکھا، وہ اسی طرح چمک رہی تھی۔ لڑکے نے خوش ہو کر اُسے اٹھا لیا، اور کہنے لگا، بڑی اچھی کلہاڑی ہے، اور چمکتی کیسی ہے، جیسے نیا روپیہ چمکتا ہو۔ ابّا نے صبح کہا تھا کہ "بڑے آدمی بڑی کلہاڑیوں سے لکڑیاں کاٹا کرتے ہیں"۔ میں بھی دیکھوں میری چھوٹی کلہاڑی سے بھی کوئی لکڑی کٹتی ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں ضرور کٹ سکے گی۔ آؤ باغ میں چلیں اور اس سے لکڑیاں کاٹ کر دیکھیں۔ اگر اس سے لکڑیاں نہ کٹ سکیں تو پھر تو یہ بیکار رہے گی، اور میں اسے ابّا کو پھیر دوں گا۔

۳- گھر سے ملا ہوا اُس کے باپ کا باغ تھا جس میں اُس نے بہت شوق اور محنت سے اچھے اچھے پودے اور درخت لگائے تھے، اور وہ اُن کی خوب دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ اُس کو اس باغ سے بڑی محبت تھی ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ اُس نے ایک بہت خوبصورت اور قیمتی پودا باغ میں لا کر لگایا تھا، جو ابھی تک زمین سے صرف ایک گز اونچا ہوا تھا۔ وہ روز آ کر اس پودے کو دیکھتا، اور اپنے ہاتھ سے اُس کی جڑ میں پانی ڈالا کرتا تھا۔

۴- غرض لڑکا دوڑا دوڑا باغ میں پہنچا، اور اتفاق سے پہلے اُسی پودے کے پاس جا کر کھڑا ہوا، اور اپنے جی میں سوچنے لگا کہ اس پودے کی جڑ دوسرے پودوں کی جڑ سے ذرا چھوٹی اور کم پتلی ہے۔ آؤ پہلے اسی کو کاٹ کر دیکھیں۔

۵- چنانچہ لڑکے نے کلہاڑی اٹھائی، اور زور سے پودے کی جڑ میں ماری۔ پودا کمزور تو تھا ہی۔ فوراً کٹ کر گر پڑا۔ لڑکا بہت خوش ہوا، اور کہنے لگا ہاں سب ٹھیک ہے۔ کلہاڑی بہت اچھی اور کار آمد ہے۔ میں اسے کبھی ابّا کو واپس نہیں کروں گا، اور ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گا جہاں کسی لکڑی کے کاٹنے کی ضرورت پڑی، فوراً اُسے کاٹ دیا کروں گا۔ یہ کہہ کر کھیلتا، اچھلتا اور خوش ہوتا ہوا واپس گھر چلا آیا۔ اپنی بہن سے کلہاڑی کی بڑی تعریف کی اور پھر اُسے چھپا کر رکھ دیا۔

۶- تھوڑی سی دیر کے بعد باپ گھر میں آیا، اور کھانا کھا کر ٹہلنے کے لئے باغ میں چلا گیا۔ وہاں کیا دیکھتا ہے کہ جو پودا اُس نے اتنی محنت سے لگایا تھا، وہ کٹا ہوا زمین پر پڑا ہے۔ باپ کو بہت رنج ہوا اور اس نے گھر میں آ کر نہایت غصے سے پوچھا کہ "باغ میں کون گیا تھا؟ اور وہ پودا کس نے کاٹا ہے؟"

۷- باپ کو بہت غصہ میں دیکھ کر چھوٹا بچہ ڈر گیا اور اُسے یقین ہوگیا کہ اگر میں نے اپنا نام لے دیا تو آج ضرور خوب مار پڑے گی، مگر لڑکا بہادر اور سچا تھا۔ اُس نے اس کی کچھ پروا نہ کی اور کہنے لگا۔ ابّا جان! آپ مجھے ماریں گے تو بہت، لیکن سچی بات یہ ہے کہ میں نے ہی آپ کا پودا اپنی کلہاڑی سے کاٹا ہے۔ کسی اور نے یہ کام نہیں کیا۔ میں نے یہ بات دیکھنے کے لئے کہ دیکھوں یہ کلہاڑی کچھ کاٹتی بھی ہے یا نہیں؟ اسے اس پودے پر مارا تھا۔ پودا کٹ کر گر پڑا، اور میں گھر چلا آیا۔ چاہے آپ ماریں چاہے چھوڑیں۔ جو سچی سچی بات تھی وہ میں نے آپ سے کہہ دی۔ میں جھوٹ بول سکتا اور یہ کہہ کر کہ مجھے خبر نہیں یہ پودا کس نے کاٹا ہے، اپنے آپ کو بچا سکتا تھا، مگر آپ نے مجھے ہمیشہ سچ بولنے کی نصیحت کی ہے اور مدرسہ میں میرے استاد بھی یہی کہتے رہتے ہیں کہ جھوٹ بولنا بہت بری بات ہے۔ اس لئے میں نے اس وقت آپ کی اور ماسٹر صاحب کی نصیحت پر عمل کیا، اور جو بات سچ سچ تھی، وہ آپ سے کہہ دی۔

۸- یہ بیان سن کر باپ کا سارا غصہ جاتا رہا اور اس نے لڑکے کو گود میں اٹھا کر پیار کیا اور کہنے لگا۔ "میرے پیارے بچے! اس وقت تمہاری باتوں سے مجھے اتنی زیادہ خوشی ہوئی کہ آج تک کبھی نہیں ہوئی تھی ایک چھوڑ چاہے میرے باغ کے سارے کے سارے درخت جڑ سے کٹ جائیں، تب بھی مجھے اتنا رنج نہیں ہوگا جتنا رنج اس بات سے ہوگا کہ میں تمہیں جھوٹ بولتا ہوا دیکھوں۔ شاباش! شاباش!! اسی طرح ہمیشہ سچ بولا کرو۔ جب تک تم زندہ ہو، اُس وقت تک کوئی جھوٹی بات تمہاری زبان سے نہ نکلے۔"

۹- بچو! جانتے ہو، یہ سچا لڑکا کون تھا؟ اس کا نام واشنگٹن تھا، اور یہ امریکہ کا رہنے والا تھا۔ پڑھ لکھ کر بڑا ہوا تو اپنی بہادری، دلیری، نیک مزاجی اور

لیاقت کی بدولت امریکہ کا پریزیڈنٹ بن گیا، اور سارے ملک میں عزت کی نظر سے دیکھا جانے لگا، اور آج تک امریکہ والے اس کی تعریف کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کو مرے ہوئے سوا سو برس سے بھی زیادہ ہو گئے۔

۱۰۔ بچو! تم بھی واشنگٹن کی اس نیک عادت سے نصیحت پکڑو، اور چاہے تمہیں اپنا کتنا ہی نقصان دکھائی دے، چاہے تم کو کتنا ہی اس بات کا یقین ہو کہ اگر اس موقع پر تم نے سچ بولا تو تمہیں مار پڑے گی، مگر تم کبھی بھول کر بھی جھوٹ مت بولنا۔ جہاں آدمی نے ایک دفعہ جھوٹ بولا بس اس کا اعتبار جاتا رہا۔ سب آدمی اُسے جھوٹا جانتے اور برا سمجھتے ہیں۔ سارے نیک بچے اس سے بولنے اور اُس کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کرتے ہیں، اور اگر وہ کبھی کوئی سچی بات بھی کہے تو لوگ اُس کا یقین نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اس کی یہ بات بھی جھوٹ ہوگی۔ بس دیکھو جھوٹ بولنا کتنی بُری اور عیب کی بات ہے۔ لہٰذا مرتے وقت تک واشنگٹن کی طرح کبھی جھوٹ نہ بولو۔

۱۱۔ اس کہانی کے آخر میں تمہیں ایک بات اور بتا دوں، وہ یہ کہ امریکہ کے بادشاہ کو وہاں کے لوگ "پریزیڈنٹ" کہتے ہیں، اور وہ لوگوں کی رائے سے پانچ سال کے لئے بنایا جاتا ہے۔ پانچ سال کے بعد پھر کسی اور لائق اور قابل آدمی کو سب کی رائے سے اپنا حاکم بنا لیتے ہیں۔ امریکہ کے ملک میں لوگوں پر اسی طرح حکومت ہوتی ہے۔

پنجاب اور حیدرآباد دکن کے ڈسٹرکٹ انسپکٹران تعلیم کی خدمت میں اخبار "پیغام حیات" باقاعدہ طور پر ارسال کیا جا رہا ہے۔ از راہِ عنایت وہ اپنے متعلقہ سکولوں میں اس کی خریداری قبول فرما کر ہمیں ممنون فرمائیں، ورنہ مطلع فرمائیں، تاکہ انتظار نہ رہے۔

(خاکسار منیجر اخبار ہٰذا)

(بقیہ صفحہ ۸ کالم ۳)

شاکر کو بہت تپاک اور شکریہ کے ساتھ رخصت کیا گیا۔ اور مسٹر غضنفر علی ایڈووکیٹ یعنی صابرہ کے ماموں شہر سے اپنی ایک رشتہ دار خاتون کو لے کر برکت کے دولت کدہ پر پہنچے۔ وہ تو باہر بیٹھک میں ٹھیرے۔ میاں برکت علی کے دفتر میں آدمی دوڑایا گیا۔ اور وہ خاتون جنہیں پہلے سے سب کچھ بتا دیا گیا تھا، پوچھتے پچھاتے بیمار صابرہ کے پاس گئیں۔ اور تھوڑی دیر بعد غضنفر علی سے لڑکی کی حالت بیان کی۔ غضنفر علی اپنے بہنوئی اور اُس کے گھر کے حالات جانتا تھا۔ وہ اپنے منشی کو جو یہیں کا رہنے والا تھا، ساتھ لیتا آیا تھا۔ اس کے ہاتھ ایک چٹھی سول سرجن کے نام لکھ کر دی۔ اور کہا وہ تمہارے ساتھ آئیں گے۔ ادھر سول سرجن آیا۔ اُدھر میاں برکت علی تشریف لائے۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا سوائے اس کے کہ سول سرجن اور اس کے بلانے والے کو اوپر مریضہ کے پاس لے جائیں۔ سول سرجن نے صابرہ کو اچھی طرح دیکھ کر اور اس کے اعضائے رئیسہ کا امتحان کر کے اور بیمار کے کمرے کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ کر یہ رائے دی کہ:۔

"مریضہ کو دق نہیں ہے، مگر جلد ہو جائے گی اگر اس کو اس گھر میں رہنے دیا گیا (غضنفر سے) آپ اس کے ماموں ہیں، فوراً اسے یہاں سے لے جائیے۔ ورنہ یہ لوگ مریضہ کی موت کے ذمہ دار ہوں گے"۔

غضنفر نے سول سرجن کو فیس دی اور اس کی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ وہ مریضہ کے متعلق اپنا فیصلہ دہرا کر چلا گیا۔ ماموں جان چونکہ قانونی آدمی تھے انھوں نے نسخہ کے ساتھ مفصل رپورٹ سول سرجن سے لکھوا لی تھی جس میں وہ رائے بھی درج تھی جس کا ابھی ذکر ہوا ہے۔

اس کے بعد جو کچھ ہوا، وہ ناظرین قیاس کر سکتے ہیں۔

مسز برکت برقعہ اوڑھ کر آ گئیں۔ اور کہنے لگیں، لڑنے لگیں کہ لڑکی کے لیجانے میں ہماری ناک جاتی ہے۔ یہ بھی کوئی دستور ہے، ماں باپ سے زیادہ ماموں ممانی پیارے ہو سکتے ہیں۔ کبھی۔ اس موئے انگریز کو گھر میں گھسا لائے اب جب تک سارا گھر پاک نہ کیا جائے، اور پانچ قرآن نہ ختم ہوں، یہاں کا دانہ پانی حرام ہے۔۔۔۔؟

جب بولتے بولتے اُن کا گلا بیٹھ گیا، تو غضنفر علی نے برکت علی سے کہا کہ "بھابی صاحبہ محترمہ نے جو کچھ فرمایا ہے، اُس کے جواب میں کچھ عرض کرنا فضول ہے۔ آپ سے یہ گذارش ہے کہ فوراً لڑکی کو میرے ساتھ کر دیں۔ ورنہ سول سرجن کی رائے آپ کو معلوم ہی ہے۔ افسوس ہے کہ مجھے آپ کے خلاف اقدام قتل عمد کی کارروائی کرنی پڑے گی۔

میاں بیوی میں کچھ دیر مشورہ رہا۔ آخر کوسنوں کی بوچھاڑ میں غضنفر علی صابرہ کو لے کر چلے گئے۔ کئی مہینے کے علاج اور رات دن کی تیمارداری سے لڑکی جو دق کی مریضہ بتائی جاتی تھی تندرست ہو گئی۔ پھر اُس نے اس گھر کا دروازہ عمر بھر نہ دیکھا جہاں اُس کی یہ گت ہوئی تھی۔

ادھر شاکر حسین ڈپٹی کلکٹر ہو کر اسی شہر میں تعینات ہوئے، جہاں غضنفر علی وکالت کرتے تھے۔ کچھ دنوں بعد شاکر کا صابرہ سے نکاح ہو گیا۔ برکت علی اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ اُن کی بیوہ نے دوسرا نکاح کر لیا، اُس کے بچے اب صابرہ کے پاس ہیں۔ اور اُن کی تعلیم و تربیت بہت اچھی ہو رہی ہے۔

("ہمدرد صحت")

مسافر:۔ (ایک دیہاتی سے) بھئی کیا تمہارے گاؤں میں بجلی کی روشنی نہیں ہوتی؟

دیہاتی:۔ نہیں صاحب ہوتی تو ہے۔ مگر اُس وقت جب بارش ہوتی ہے۔

("گلدستہ")

دنیا کی منتخب خبریں

پانی پت میں عظیم الشان دربار

وزیر اعظم اور وزیر ترقیات کی آمد!

۵ اکتوبر کو حالی مسلم ہائی سکول میں ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔ اس سے پہلے غالباً اتنا بڑا مجمع کسی جلسہ میں آج تک یہاں نہ ہوا تھا۔ شیخ محمد بدر الاسلام صاحب فضلی ہیڈ ماسٹر، آپ کے اساتذہ اور طلباء نے دن رات کی سخت محنت سے جلسہ کی تیاری اور آرائش کی۔ چودھری تجاراِم صاحب، اور تمام سرکاری حکام بھی نہایت اہتمام کے ساتھ کام میں لگے رہے۔ گیارہ بجے وزیر اعظم پنجاب اور وزیر ترقیات تشریف لائے۔ تمام ضلع سے اہل دیہات ہزارہا کی تعداد میں جلسہ میں شرکت کے لئے آئے۔ مقامی معززین بھی کافی تھے۔ عورتوں کے لئے علیحدہ انتظام تھا۔

جلسہ شروع ہونے پر پہلے کچھ نظمیں پڑھی گئیں۔ پھر جاٹ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے تقریر فرمائی۔ بعد ازاں وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں حالی مسلم ہائی سکول کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ پھر ہریجنوں کی جانب سے ایڈریس پڑھا گیا۔ مقامی مسلم ینگ مین ایسوسی ایشن نے بھی مختصر ایڈریس پیش کیا۔ سب سے زیادہ طویل سپاسنامہ زمینداران ضلع کرنال کا تھا جس میں گیارہ مطالبات پیش کئے گئے تھے۔ وزیر اعظم نے تمام ایڈریسوں کا تسلی بخش، موزوں اور مختصر جواب دیا۔

بعد ازاں وزیر ترقیات نے نہایت دلچسپ اور پرلطف تقریر فرمائی۔ اور قریباً ۳ بجے یہ عظیم الشان جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ جلسہ میں ایک نمائش تو حالی مسلم ہائی سکول کی طرف سے لگائی گئی تھی۔ ایک مسلم انڈسٹریل گرلز سکول کی طرف سے۔ شیخ محمد حسن صاحب سپرنٹنڈنٹ دیکسی نیشن جو نمائش حفظان صحت کی کرنال سے لائے تھے، وہ بہت دلچسپ تھی۔ حفظان صحت کے متعلق لٹریچر بھی انہوں نے جلسہ میں مفت تقسیم کیا۔ اور بہت اخلاق اور مستعدی کے ساتھ لوگوں کو نمائش دکھائی۔

بہرحال جلسہ نہایت کامیاب رہا۔

جرمنی کے ہولناک مظالم — چیکوسلواکیہ میں

سوڈیٹن علاقہ میں جیک اور ڈیموکریٹک خیالات رکھنے والے لوگوں کو چن چن کر گولیوں سے اڑایا جا رہا ہے اس علاقہ سے بھاگ کر جانے والوں کو سرحد پر گرفتار کر کے قتل کر دیا جاتا ہے۔ مقتولین کی عورتوں کی بے عزتی کی جاتی ہے۔ اور اگر وہ اپنے خاوندوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کریں تو انہیں بھی گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے

جنگ چین و جاپان

ہنکاؤ کو فتح کرنے کے لئے جاپانی افواج تین طرف سے حملے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ شمال میں جاپانی افواج ۹۰ میل۔ اور مشرق میں ۵۰ میل دور دریائے ینگسی کی طرف سے بھی جاپانی فوجیں ۱۰ میل آگے بڑھ آئی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہنکاؤ کی حفاظت کے لئے چینی افواج نے بھی زبردست تیاری کی ہے۔

جرمنی کا قرضہ ٹرکی کو

جرمنی اور ترکی کے مابین ایک معاہدہ ہوا ہے جس کے مطابق حکومت جرمنی ٹرکی کو ایک کروڑ ۲۵ لاکھ پونڈ قرض دے گی۔ حکومت ترکی اس سے اپنی فوجی طاقت میں اضافہ اور صنعتوں کو فروغ دے گی

چیکوسلواکیہ کے بعد

سیاسی حلقوں میں اس رائے کا بہت زور سے اظہار کیا جا رہا ہے کہ اس امر کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جرمنی کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر پولینڈ اور ہنگری کو بھی دبا لے گا۔

لنڈن کی حفاظت

گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ جو ہوا باز لنڈن کے اوپر پرواز کریں وہ ان غباروں سے محتاط رہیں جو ہوائی حملے سے شہر کو بچانے کے لئے اوپر چھائے رہا کریں گے۔ ان غباروں میں کوئی ایسی چیز بھر دی گئی ہے کہ جو ہوائی حملے کے وقت چھت کا کام دے گی۔ یہ غبارے گیس کے ذریعے ادھر ادھر حرکت کرتے ہیں۔

"پھول سے رخسار زخمی ہوگیا"

ایک دورے میں شائقین نے جوش و خروش کے عالم میں ہر ہٹلر پر اس قدر پھول برسائے کہ اس کے چہرے پر خراش آگئے۔ اب ایک سرکاری اعلان شائع کیا گیا ہے کہ کوئی شخص ہر ہٹلر کی کار میں پھول گرانے کی کوشش نہ کرے۔

(شیخ محمد اسمٰعیل پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس بازار چتلی قبر دہلی میں چھپوا کر محلہ انصار پانی پت سے شائع کیا۔)